ڈاکٹر نجم الاسلام :

بیاض دولت رائے سندھی

پراونشل میوزیم حیدرآباد کے ذخیرۂ مخطوطات میں ایک فارسی مخطوطہ (نمبر (P-906) ہے، جس میں کچھ اردو سندھی کلام بھی ہے۔ یہ ایک قدیم بیاض یا مجموعہ ہے جس کا جامع دیوان دولت رائے ہے۔ اس بیاض کے مؤرخ اندراجات ۱۰۷۸ھ سے ۱۱۶۵ھ تک کے زمانے کے ہیں اور ۸۷ برسوں کو محیط ہیں (۱) جس سے ظاہر ہے کہ یہ بیاض اپنے جامع کے علاوہ دوسرے ہاتھوں میں بھی رہی ہے۔

یہ بیاض بحالت موجودہ ۲۲۸ اوراق پر مشتمل ہے۔ اپنی بعض خصوصیات کے بنا پر یہ ایک تفصیلی تعارف کی مستحق ہے۔ مختصراً وہ خصوصیات یہ ہیں:

(۱) جامع بیاض اور اس کے اسلاف و اخلاف کا تعلق دربیلہ سندھ سے بنتا ہے۔ اور بیاض اور گیارھویں بارھویں صدی ہجری کے اندرون سندھ کی ایک علمی ادبی تصویر ابھرتی ہے۔

(۲) فارسی کے بعض نادر آثار سامنے آتے ہیں۔

(۳) جامع بیاض اردو شاعری میں ولی کا متبع ہے۔ ولی کی غزلوں پر لکھی ہوئی اس کی دو غزلیں بیاض میں درج [ہیں، جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سندھ اور گجرات کے قریبی ثقافتی روابط کی بدولت، ولی کے حین حیات، یا نزدیک تر زمانے میں ولی کی اردو شاعری سے اثرات اندرون سندھ پہنچ گئے تھے۔

(۴) پہیلیوں کی صورت میں کچھ اردو ہندی کلام بھی ملتا ہے۔ بر بنائے قدامت یہ بھی توجہ طلب ہے۔ یہ عمدۃالملک امیر خان انجام محمد شاہی (مقتول ۱۱۵۹ھ) کی اردو پہیلیوں سے بھی کچھ پہلے کا ہے۔

(۵) کچھ سندھی کلام بھی منقول ہے۔

(۶) ایک رسالے (انشاء الوی مکتوبہ ۱۱۰۶ھ) کے مندرجات سے سندھ کی معاصر تاریخ پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔

اب ذیل میں تفصیلی تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

(۲)

بیاض کی نوعیت:

یہ بیاض متفرق فارسی، اردو اور کچھ سندھی کلام، یادداشتوں اور کئی رسالوں کا مجموعہ ہے جو بیاض میں منقول ہیں۔ ابتدائی اوراق میں سے ایک پر، بعد کے زمانے کی ایک یادداشت اس طور پر آتی ہے۔

"ایں کتاب نایاب مجموعۂ فوائد منثورہ و غزلیات و هزلیات و قطعات و رباعیات و دیگر فوائد متنوعہ از رقعاتِ عجیبہ و خطوطات و مسودات غریبہ . . . . . .[۱] متوطن بلدہ شکار پور۔"

قدیم اوراق نمبر، اکثر اوراق پر تو ہیں ہی نہیں، البتہ شروع کے دو اوراق پر اردو فارسی ہندسوں میں اور ان کے بعد کسی قدر فصل کے ساتھ ہندی ہندسوں میں چند اوراق پر نمبر ملتے ہیں جو ظاہر کر رہے ہیں کہ اس "کتاب نایاب" میں کچھ اوراق "باهر" کیے بھی ہیں، تاهم شانِ خط کے اعتبار سے غیر مربوط نہیں۔

۱۔ عبارت آب زدہ ہے۔

جامع بیاض :

جیسا اوپر لکا جا چکا ھے کہ بیاض کے مورخ اندراجات کا طویل زمانہ (۸۷ سال) ظاھر کر رھا ھے کہ یہ بیاض اپنے جامع کے علاوہ دوسرے ھاتھوں میں بھی رھی ھوگی۔ حسب ذیل داخلی شواھد کی بنا پر اس کا جامع دیوان دولت رائے سندھی کو قرار دیا جا سکتا ھے :

(۱) ورق ۳۰ - الف پر ولی کے تتبع میں دولت راے کی ایک اردو غزل چار اشعار کی آتی ھے ، اور اس پر عنوان "ریختہ بندہ دولت رائے" درج ھے۔

(۲) ورق ۳۱ - الف پر پھر ولی کے تتبع میں دولت راے کی ایک اردو غزل پانچ اشعار کی آتی ھے ؛ اور اس پر عنوان "از بندہ دولت رائے" درج ھے۔

(۳) ورق ۴۰ - الف پر وہ ایک فارسی رباعی درج کرتا ھے، جو شاید اس کی نہیں ، مگر وہ اس میں اپنے نام کی رعایت لحاظ میں لاتا ھے :

سر رشتۂ دولت ای برادر بکف آر
وین عمر گرامی بخسارت مگذار
دایم ھمہ جا باھمہ کس درھمہ کار
میدار نہفتہ چشم ، دل جانب یار

اِس رباعی کی طرف وہ ایک اور جگہ (پائین ورق ۷۴ - ب) بھی اشارۃً "رباعی سر رشتہ" کے الفاظ درج کرتا ھے۔

(۴) اس کے حین حیات ، اس کے دیوان خانے کا ذکر بیاض میں آتا ھے۔ وہ ایک صاحب حیثیت شخصیت ھے ، چنانچہ رسالہ "باغستان" مؤلفہ محمد علی رفعت ابن عتیق اللہ خان الحسینی

(مشمولہ بیاض ہذا، ورق ۵۵ تا ۱۱۷) کے ترقیمے میں کاتبِ رسالہ بادل سنگھ اس کا ذکر یوں لاتا ہے:

"بتاریخ سویم ۳ شہر جمادی‌الاول سنہ ۱۱۴۳ھ روز چہار شنبہ در دیوان خانہ بندگان راے صاحب و قبلہ مہربان دولت راے جیو سلمہ، بخط غریب بادل سنگہ تحریر یافت"۔

(۵) مزید کہ اس کے متعلقین و متوسلین میں، جین رائے، گھٹ‌و مل، مورو مل، لالہ سلطانی مل، بہیم (بھیا) جواھرمل کے نام آتے ھیں۔ جین رائے کا نام رسالہ مفاوضات یا انشای الوی (منسوب بہ نواب الہ یارخان) میں آتا ھے جامع دیباچے میں صراحت کرتا ھے کہ یہ رسالہ اس نے اپنے شاگرد درست کردار، رفیق شفیق جین راے کے لیے لکھا ھے۔ گھٹ‌ومل کی کہی ہوئی پہیلیاں درج ھیں۔ دولت رائے کو پہیلیوں سے خاص شغف ھے۔ لالہ سلطانی مل اور مورو مل اور بہیم جواھر مل کے نام رقعات ھیں۔ یہ سب، اور اُن پر مستزاد بیاض کا کچھ ھندی اور سندھی کلام، بجیا کلپ کا نسخہ مہادیو، قدیم ھندوانہ انداز کا ایک نقشۂ مکان، نام ھفت الچھرا اِندر، بالواسطہ طور پر اسی راے کے حق میں جاتے ھیں کہ بیاض دولت راے سندھی کی ھے:

بیاض کے مؤرّخ اندراجات:

بیاض کے مورخ اندراجات بیشتر بارھویں صدی ھجری کے نصف اول کے ھیں، یہی نصف اول دولت راے کا زمانہ ھے۔ قدیم ترین اندراج ۱۰۷۸ھ کا اور مؤخر ترین ۱۱۶۵ھ کا ھے۔ ظاھر ھے کہ اس بیاض کے کچھ اجزاء جو بحالت موجودہ یکجا شیرازہ بند ھیں، دوسرے ھاتھوں کے بھی ھوں گے۔

(۱) ورق ۳۵ - ب پر کچھ فارسی کلام درج ہے جس کے آخر میں اس کا لکھنے والا یہ صراحت کرتا ہے: "نوشتہ فقیر احقرالناس جگ جیون داس بتاریخ ۱۷ شہر رجب المرجب سنہ ۱۰۷۸ درتبلہ (دربیلہ ؟) تحریر نمودہ شد۔"

(۲) بیاض میں ایک رسالہ موسومہ "ناز و نیاز" منقول ہے (ورق ۱۵۳-ب تا ورق ۱۸۱-الف) جس کے خاتمے پر تاریخ اتمام اس طور پر درج ہے: تمام شد بتاریخ ۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۸"۔

(۳) ایک اور رسالہ "مفاوضات" یا "انشائے الوی" بھی منقول ہے (ورق ۲۱۲-ب تا ورق ۲۲۵-الف)، جس کا ترقیمہ یہ ہے: "تمت الکتاب انشاءالوی بندہ درگاہ امیدوار لطف پروردگار... مل واقعہ بتاریخ ۲۷ روز یک شنبہ شہر ذی قعدہ ۱۱۰۶ قلمی یافت در عمل نواب مستطاب معالی القاب صاحبی نواب اللہیار خاں کہ برسم دوکرہ (ڈوکرہ) آمدہ بود"۔ رسالے کے مفاوضات (مکتوبات جو بڑے چھوٹوں کو لکھیں) اور مراسلات (مکتوبات جو برابر والوں کو لکھے جائیں) اہم تاریخی حالات کے حامل ہیں، جو اعجازالحق قدوسی کی تاریخ سندھ حصہ دوم میں صفحات ۳۰۲، ۳۰۳ پر آئے ہیں اور اجمالی ذکر مآثر عالم گیری میں بھی آتا ہے۔

(۴) رسالہ مذکورہ بالا سے پہلے، اسی شان خط کے ساتھ کچھ اوراق (ورق ۲۰۹-ب تا ورق ۲۱۱-الف) درود اکبر اور اسناد درود اکبر کے خاتمے پر کاتب کی یہ تحریر موجود ہے: "بتاریخ غرہ شعبان سنہ ۱۱۰۲- این بدستخط نوشتہ خاک پائے دوستاں بندہ یوسف"

(۵) ورق ۲۱۲-ب پر جداگانہ شان خط کے ساتھ ایک فرد مرقوم ہے اور اسکے نیچے یہ صراحت آتی ہے: "راقم الحروف عقیدت پیوند جیمل قوم کھتری انکزہ (؟) قصبہ سکھر بتاریخ فلاں شہر رجب المرجب سنہ ۱۱۲۳"۔

(۶) ورق ۲۰۸-ب پر ایک جداگانہ شان خط کے ساتھ کچھ فارسی کلام درج ہے (مخمس مولانا گنجوی، اشعار از غزل سعدی، دو عیدیاں)، اور کاتب کی یہ صراحت بھی ملتی ہے: "فی سنہ ۱۱۳۶ روز یک شنبہ تحریر یافت"۔

(۷) ورق ۱۴-الف تا ورق ۱۵-الف کچھ قطعات تاریخ ولادت آتے ہیں اور ایک ہی نو مولود سے متعلق ہیں، ہر مادۂ تاریخ سے سنہ ۱۱۳۳ھ نکلتا ہے اور وہ ہندسوں میں بھی درج ہے۔ ہر قطعہ کسی کی طرف سے ہے مثلاً پدر، نو مولود اور عمو صاحب اور مصاحبان و ملازمان سرکار وغیرہ، مگر ان کا ناظم حکیم تخلص کا کوئی ایک شاعر ہے۔ آخر میں ناظم قطعات کا ایک اور قطعہ "در صفت خود گوید" کے عنوان سے ہے جو قطعۂ تاریخ نہیں ہے، مگر اس کے نیچے بھی سنہ ۱۱۳۳ھ درج ہے۔

(۸) رسالہ باغستان مؤلف محمد علی رفعت (ورق ۵۵ تا ۱۱۷) کا ترقیمہ اوپر نقل ہوچکا ہے جس میں "تاریخ سویم ۳ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۴۳ھ روز چہار شنبہ" درج ہے۔ دن اور تاریخ کی یہ مطابقت از روے تقویم قابل قبول ہے۔

(۹) ورق ۱۵۲-ب پر کچھ فارسی کلام درج ہے جس کے آخر میں تاریخ کتابت درج ہے: "بتاریخ ۱۹ شہر جمادی الاول سنہ ۱۱۴۹"۔

(۱۰) ورق ۶-الف اور ب پر فارسی میں ایک مزاحیہ نثری تحریر بصورت رقعہ آتی ہے جس کے آخر میں کاتب کی صراحت ہے کہ "این رقعہ بر حسب فرمودہ بھیہ موروملل جیو واقعہ بتاریخ ہژدہم ۱۸ شہر ذی‌قعدہ سنہ ۱۱۶۵ در موضع در پہلہ از دست شرمسار بندہ مکھراج تحریر یافت"۔

ان اندراجات سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ اصل بیاض کا زمانہ بیشتر بارھویں صدی ہجری کا نصف اول ہے، بعد کو اس میں دیگر اجزاء (رسائل) شامل ہوجانے کے سبب سے اس کی نوعیت مجموعے کی ہوگئی، جس کا زمانہ توسیع پاکر ۱۰۷۸ھ اور۱۱۶۵ھ کے مابین کے عرصے کو محیط ہے، اور یہ کہ صاحب بیاض اور اس کے اسلاف و اخلاف یا متعلقین و متوسلین کا کوئی تعلق دربیلہ سے بنتا ہے جو "مقالات الشعراء" کے مرتب حسام الدین راشدی کی صراحت کے مطابق نواب شاہ سندھ کے توابع میں سے ہے (قصبہ دربیلہ خطۂ مشہور مردم خیز از توابع نوابشاہ، سند"۔ مقالات الشعراء، ص ۲۶۸، ح)۔ تاریخ مظہر شاہ جہانی میں اسکو بکھر کے توابع میں سے بتایا ہے۔

دولت رائے اور دربیلہ:

فاضل گرامی ڈاکٹر نبی بخش بلوچ سندھ کے قریہ قریہ، قصبہ قصبہ اور شہر شہر خود گھوم پھر کر شعرائے سندھ کے سندھی، اردو کلام کی بازیافت کر چکے ہیں۔ سندھی لوک کلام کی چالیس جلدیں، اور کتاب "سندھ میں اردو شاعری" اس غیر معمولی محنت کی آئینہ دار ہیں۔ راقم نے موصوف سے دولت رائے سندھی کے اردو کلام کا ذکر کیا جو ولی کے تتبع میں ہے۔ ڈاکٹر بلوچ نے بتایا کہ اس کی اطلاع انھیں دربیلے کے (رٹائرڈ) جج سید ڈنل شاہ سے بھی ملی تھی لیکن کلام کی بازیافت نہ ہوپائی تھی۔ اب یہ کلام اس بیاض میں دستیاب ہے۔

دولت رائے نام کا ایک شاعر مقالات الشعراء مؤلفہ قانع میں مذکور ہے مگر وہ دولت رائے تتوی دیوان امرائے ترخانیہ ہے جس کی اولاد میں سے ایک مرزا سعادت مند (جدید الاسلام) کا شعراء کے

ذیل میں مرکز آتا ہے اور وہ منصب داران بلدۂ تتہ میں سے تھا۔ اس دولت رائے کا دیوان امرائے ترخانیہ میں سے ہونا اسے بیاض کے زمانے سے پہلے کا ظاہر کرتا ہے اور تطبیق کی صرف یہی صورت رہ جاتی ہے کہ دادا کا نام پوتے کو ملا ہو۔ (یہ طریقہ عربوں میں تو بکثرت رائج ہے مگر مثالیں ہندوؤں میں بھی ملتی ہیں)۔ اس کی اولاد میں سے مرزا سعادت‌مند کا جدید الاسلام ہونا بیاض کے بعض اجزاء سے مطابقت رکھتا ہے جو اسلامی رنگ کے ہیں، مثلاً درودِ اکبر۔ بہرکیف، صاحب بیاض کا حال احوال تحقیق طلب ہے اور مضبوط معلومات ہمدست نہیں۔

دربیلہ جس سے بیاض کا تعلق بنتا ہے، قدیم زمانے میں مشہور، مردم‌خیز قصبہ رہا ہے جیسا کہ مرتب مقالات الشعراء نے صراحت کی ہے اور یہ بات مقالات الشعرا سے بھی بخوبی ظاہر ہے جس میں صفحات ٦٧، ١٦٣، ٢٩٨، ٧٧٠ ء ٩٦٧ پر کئی دربیلوی شعراء کا ذکر آتا ہے، یعنی آرزو، چراغ، اخلاص، سالار، سائل، نادان۔ دربیلہ اس دور میں شعر و ادب کا مرکز رہا ہوگا۔ اندرون سندھ کے اس قصبے میں ولی کی اردو شاعری کے اثرات اس کے حینِ حیات یا نہایت قریب تر زمانے میں پہنچے ہیں۔ اس دور کا سندھ گجرات سے قریبی ثقافتی اور ادبی روابط رکھتا تھا۔ سندھ کے ہندو شعراء کی ایک بڑی تعداد فارسی میں شعر گوئی کی طرف متوجہ تھی، چنانچہ کم و بیش ٢٥، ٣٠ کا ذکر تو مقالات الشعراء ہی میں موجود ہے۔ اور اب کہ دولت رائے کی بیاض ہمارے پیش نظر ہے تو یہ کہنا بجا ہوگا کہ توجہ اردو شاعری کی طرف بھی رہی ہوگی جس کے اثرات ولی کی شاعری کی صورت میں پڑ رہے تھے۔

(۲)

اب ذیل میں بیاض کے بعض مشمولات کا بطور خاص ذکر کیا جاتا ہے:

انتخاب کلام فارسی:

(۱) سوال و جواب منظوم - پہلے صراحت ہے کہ "روزے عاشق بیچارہ از تشویش دل گلدستہ گلہای بدست داشت۔ معشوق سوال کردہ" بگوای عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی

کہ آز ماخوب تر دیدی کہ گل در دستہ آوردی

جواب عاشق: برای دیدنت ای ماہ من گلدستہ آوردم

ز خوبی لاف میزد زان سبب من بستہ آوردم ورق ۱ - ب

(۲) منکلام "غوث‌الثقلین": آنروز کہ بندہ آفریدی بوجود

دانستہ بُدی کہ بندہ چون خواهد بود

یارب تو گناہ بندہ بر بندہ مگیر

این بندہ همان کند کہ تقدیر تو بود

اس ذیل میں تین قطعات اور دو مفرد اشعار بھی آتے ہیں (ورق ۲- الف)

(۳) ابیات بصورت مثنوی مشتملبر نصائح برائے مسافر (ورق ۸- الف)

(۴) معمیات: باسم سبحانہ و تعالیٰ، مثال باسم غم، مثال باسم صدر، مثال باسم مبارک وغیرہ (ورق - ب تا ۹ - ب)

(۵) فردیات و رباعیات: (ورق ۱۲ - ب تا ۱۳ - ب)

(٦) قطعات تاریخ ولادت: بعنوان "شیخ صاحب و قبلہ خدایگان" قطعہ بتعمیم الف، عمو صاحب قطعہ، ایضاً قطعہ، مصاحبان قطعہ، تتمہ، صاحب سخن قطعہ، اهل دعوت قطعہ، منجم قطعہ،

ملازمان سرکار (قطعہ)، باغبانان قطعہ، درصفتِ خود گوید (بتاریخ سنہ ۱۱۳۳ھ۔ ورق ۱۴ - الف تا ۱۵ - الف)۔

(۷) فردیات و قطعات : ان میں ایک فرد اور ایک قطعہ بھی آتا ہے جو مقامی رنگ لیے ہوئے ہے :

فرد ۔ سید چوڑی بدست آن نگارِ نازنین دیدم
بشاخِ صندلی پیچیدہ بہارِ عنبرین دیدم

قطعہ ۔ موسم ہولی گذشتم بر بتے
گفتم آن ہندوے سیم اندام را
خاک بازی ہمچو طفلاں تا بکے
بس کن این ہنجار ناانجام را
گفت اے غافل مگر نشنیدۂ
خاک بر سر کن غم ایام را

(ورق ۱۵ - الف تا ۱۶ - الف)

(۸) قطعہ ہشت حرف غیر پارسی، ع ہشت حرف است آنکہ اندر پارسی ناید ہمی، مشہور قطعہ ہے :

قطعہ شش خط:
نگارِ من خطِ خوش می نویسد
بسی زیبا و دل کش می نویسد
مناشیر و محقق، نسخ و ریحان
رقاع و ثلث ہرشش می نویسد

رباعی میران سید جلال گجراتی:
ہر چند کسی بصورت دد باشد
چون معنیش آدمیست کے رد باشد
خود گو چہ کند چہ نقصان دارد
کر معنیٔ نیک در خطِ بد باشد

فردیات از نامعلوم :

حسن معنی چون بیابی در کتاب
بہر قبح خط رخ از وی برمتاب
آدمی زادۂ نادان بچہ ماند . . .
نسخۂ معتبر و خوش خط و بسیار غلط

(۹) قطعات و رباعی : (ورق ۲۶ - ب)

(۱۰) فرد: کٹہیٹے کہ ہمرنگ خرما بود بگرما و سرما توانا بود

(۱۱) نصائح منظوم: اسی ذیل میں قہوے کے بارے میں یہ دو شعر بھی آتے ہیں۔

شکست گر رسد از رنج . . . قہوہ بنوش
کہ مومیائی حل کردہ قہوۂ گرم است
دی شب بخانۂ عربی میہمان شدم
از بسکہ داد قہوہ بمن قہوہ دان شدم
(ورق ۲۹ - الف)

(۱۲) کلام شیدا و انوری و رباعی حضرت شاہ رکن عالم بعنوان ذیل :

"رباعی حضرت شاہ رکن عالم، ہرکہ ہفت بار بیکدم بخواند باران البتہ بارد"

یارب ! سبب حیات حیوان بفرست
وز خوان کرم نعمت الوان بفرست
از بہر لب تشنۂ طفلان نبات
از دایۂ ابر شیر باران بفرست
(ورق ۲۹ - ب)

(۱۳) کلام شرف و ویسی و عبیدی غزلیات فارسی ورق ۳: ب تا ورق ۳۴ - ب) -

(۱۴) کلام عرفی و سعدی و امیربیگ یوسف و شیخ نظامہ گنجہ و شوقی و محیی و مسکین (موسوم بہ مسکین شاہ ھندی از مصاحبان و همراهیان نواب مہابت خاں کاظم ۱- (ورق ۳۸ - ب ۵۴ - ب)

انھی اوراق میں کسی سعدی کی یہ ایک فارسی غزل بھی آتی ھے جس کا عنوان "غزل نوشتہ سعدی شیرازی" درج ھے مگر غزل میں حروف ابجد کے ٹھیٹ اردو نام آتے ھیں، اور شاعر کسرۂ اضافت کی جگہ یائے اضافت بھی لاتا ھے "اے نگارا" کی صورت میں دو دو حرف ندا بھی یکجا ملتے ھیں، شتر گر بہ بھی ھے نیز وہ خواھند و گویند کے نون کو نون غنہ نظم کرتا ھے۔

اے ببالا جوں صنوبر، اے برخ جوں مہہ وشے
همچو عنبر زلف داری، لب چو شین و کاف و رے
آفتابے خسروانے، ماھتابے عاشقاں
قبلۂ آزاد گانے، اے صنم با رے و ھے
تا بکردی رے وخے اندر کشیدی خے و طے
مستمندم، دردمندم، تن گرفتہ بے و تے
تے و بے آمد نگارا تا مرا از عشق تو
داروے دردم تو داری درمیانے لام و بے

۱- صوبہدار تتہ ۱۱۳۲ھ - ۱۱۳۵ھ و فوجدار سرکار چاکر ھالہ (یکے از سرکار صوبہ سند) بودہ، بسیار صحبت آرا، خوش اختلاط، خلق محمدی را با اکابر و اصاغر مرعی داشتہ و شاعر جید بودہ (مقالات الشعرا ص ۷۵۸)

اے نگارا گر تو ما را یک شبی مہماں کنی
نقل خواھم از لبانت بے و واو و سین و ھے
آنزماں چوں مست گردم باتو گریم راز دل
تا سحر گاھاں نہادہ لام بے بر لام اے
شاعراں خواھند کہ گویند شعر ھای پرنمک
کس نگوید، همچو شعرے سین و غین ودال و یے
ھر کہ سعدی رانخواھد دیدہ اش تیرقیدہ بہ
بر رویش بادا همیشہ لام و عین و نون و تے
(ورق ۳ ھ ب)

امیر یوسف بیگ کی غزل بھی ذیل میں درج کی جاتی ھے۔ اس کے ایک شعر میں برادران مخالف طبیعت پر طعن ھے۔ (یہ غالباً دولت رائے کا شخصی مسئلہ ھے کہ اس شعر پر حاشیے میں وہ رباعی جس ذکر اوپر آچکا ھے مصرع اول ع سر رشتہ دولت اے برادر بکف آر پھر تحریر میں لاتا ھے۔) اب امیر یوسف بیگ کی وہ غزل ملاحظہ ھو جس میں وہ اپنا تخلص یوسف لاتا ھے:

بے دردی است درد بہ درمان فروختن
درّی (در) سخن بمردم نادان فروختن
بازار دوست گرم و دران هیچ منع نیست
زنار را خریدن و ایمان فروختن
صد گنج در بمخزن هندوی چشم ماست
کاری (کار) دلیست گوهر غلطان فروختن
آموز ای رفیق ز پروانہ رسم عشق
نیکو ست جان بشمع سخندان فروختن

بہ آن برادران کہ مخالف طبیعت اند
دشوار نیست یوسف کنعان فروختن
یوسف اگر نگار خریدار جان شود
ارزان بہای جان کنم آسان فروختن (ورق ۷۴-ب)

ورق ۱۵-ب پر ایک قطعہ بعنوان "بیرم فرمایند" آتا ہے:

دلا گر محرم اسرار باشی
بہر جای کہ باشی یار باشی
اگر خواهی کہ یابی گنج معنی
بوقت صبحدم بیدار باشی

منظوم سوال و جواب کی صورت میں ایک مکالمہ بھی آتا ہے جو صاحب بیاض کے حسب حال ہے، اور یہ ہے:

سوال - چند برسنگ اعتقاد کنی کہ مہا دیو این سپر دارد
رشتۂ بگسل و بگو الحمد دین ما رونقی دگر دارد
جواب - سر بسر عقل درد سر دارد موبموے جنون اثر دارد
... دکان دین بباز آئی کافری رونقے دگر دارد
(ورق ۴۲-ب)

انتخاب کلام اردو:

(۱) ورق ۴-ب پر کچھ کلام آتا ہے جس کا انداز امیر خسرو کے ریختے کا سا ہے، اور امکاناً یہ دولت راے بھی ہوسکتا ہے:

هندو بچہ را گر فتہ بودم بکنارے وز زلف کجش گستہ شد یک تارے
گفتم صنما کہ هرسر موی تو چہ ست فریاد بر آورد کہ موے مارے
ابروی کہ بینمت کمانے تیری نکہت بلاے جانے
کرد نکوئی کہ نہ کوئی کند در حق من لنچہ گر اوئی کند

اسی ذیل میں یہ دو اشعار بھی آتے ہیں ان میں سے ایک تو صاف اردو شعر ہے، دوسرے میں اردو لفظ بطور نقل قول نہیں آتا کہ اسے ریختہ کہہ سکیں۔

آموز میاں فتنہ گر و آفت جاں ہے
ہر کچھ جو کرے کچھ نہ کہو مور میاں ہے
درد را در هندوی گویند پیر
میتواں بیدرد را بے پیر گفت (ورق ۴ب)

(۲) "نکاح میر جعفر زٹلی" کے عنوان سے ایک نظم بصورت مثنوی آتی ہے جو یہ ہے:

دیتے جیا میں آت دکھ پایا لاھی کارن مول گنوایا
چیل پری میں دیرا لیتا ایک روپیہ بھارا دیتا
آستا ہاشم آون لاگے جنکیے آئے ایسر بھاگے
ہاشم قاسم اور بہاری کرنے لاگے باتیں بھاری
نورو نے تب کیا بھیرا ہوا کیا گھر کھو یا میرا
ہستے ہستے لیا بہلای دل دل میں تب دیا دھای
ہستے ہستے نسبت لائے: صورت سیرت خوب بتائے
دونے چار مل ایکا کیا بہوار منہوا میرا لیا۔
جب میں دلہن کیی قبول کورا کرکٹ خاک اور دھول
تب جا نورو مہندی لیائے تان کا جہواب متّن اب بھائے
بیاہ کی رات شہانہ گایا عقد بندھا میں بی بی لیا یا
گھونگٹ کھول کہا دیکھوں نیچ دینیت بیٹھا گونگٹ نیچ
لاکھ روپیہ مہر بندھایا ایسا مہنگا دینیت پایا
نیچ بیچ میں دلہن پائی کورا کرکٹ بھس اور چھائی
کھونسے کہانسے کنڈلی منڈلی منہ توبوں جو سانپ کی کنڈلی

دانتوں کا کیا کروں بچار ڈینٹے کا جوں ہے آچار
کٹپ ... کمر پر کورا نروّر کا جوں جھکا کنگورا
ناک کا کیا کروں آلوپ جیسے بیجاپور کی توپ
(ورق ۶ - ب تا ۷ - الف)

(۳) شعر نامعلوم:

جہاں دیکھوں تہاں تجھ کو ھوا تحقیق جب مجھ کوں
بنا موجود ھر شے موں ولے سبھ میں نہارا ہے
(ورق ۱۳ - الف)

(۴) اشعار ولی:

صحن گلشن موں جب خرام کیا سرو آزاد کوں غلام کیا
ہے ولی کی زباں موں لذت بخش ذکر تجھ لب میں صبح و شام کیا
(ایضاً)

(۵) ریختہ ولی:

نشاء بخش عاشقاں وہ ساقیٔ گلفام ہے
جسکی اکھیوں کا تصور بیخودی کا جام ہے
آفتاب آتا ہے محرم ہوکے تجھ کوچے طرف
صبح صادق بر میں اس کے جامۂ احرام ہے
جس صنم کی سرکشی میں جگ میں ہے صیت بلند
شکر حق وہ کافر بدکیش میرا رام ہے
کیوں ولی اس تنگ مغزی کا نہیں کرتا علاج
یاد اس اکھیوں کی توجہ کوں روغن بادام ہے
(ورق ۳۰ - الف)

(۶) ریختہ بعنوان "ریختہ بندہ دولت رائے":

ھر کہ مستِ بادۂ حسن، تو اے گلفام ہے
گردش چشمت اوسی کوں بیخودی کا جام ہے

زلفِ پرُ پیچ اگر جکڑا دلِ دیوانہ کوں
حاش للہ! کیا کہوں کیسی بلا کی دام ہے
خط بر آوردی نہوا وعدۂ وصلت وفا
ابتکن پھو سلاونا یہ صبح ہے یہ شام ہے
نسبت انکھیوں تیری کے میں . . . میں نہیں
منفعل آگے جنہوں کے نرگس و بادام ہے
قلبکاری کیا کرے گا وہ رقیب سنگ دل
یار کھوا میرا سجن سونیار سیم اندام ہے
اے بت خود کام جو چاہے سو کر پھر خدا
بیگنہ غصے نہو آخر خدا میں کام ہے
ساغرِ مے کی ہمیں پروا نہیں کچھ ذوقیا
نشاء بخش عاشقاں وہ ساقیِ گلفام ہے

(ورق ۳-الف/ب)

اس مقطعے سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ دولت رائے، ذوقی تخلص کرتا ہے۔

(۸) ریختہ ولی:

صحبت غیر میں جایا نہ کرو — درد مندوں کو کڑھایا نہ کرو
اپنی خوبی کے اگر ہو طالب — اپنے طالب کو جلایا نہ کرو
مجھ کوں ترشی سے ہے پرہیز صنم — چین ابرو کوں بنایا نہ کرو
دل کوں ہوتی ہے سجن بے تابی — زلف تے ہاتھ لگایا نہ کرو
ہم کوں برداشت نہیں غصے کی — بیگنہ غصے میں آیا نہ کرو
پاکبازوں میں ہے مشہور ولی — ان سے چہرے کو چھپایا نہ کرو

(ورق ۳-ب، ۴-الف)

(۹) ریختہ بعنوان "از بندہ دولت راے":

گل رخاں باغ میں جایا نہ کرو درد بلبل کا بڑھایا نہ کرو
غیر کوں پاس بٹھاؤ نہ سجن مجھ کوں غیرت سیں گلا یا نہ کرو
(= گھلایا)
ہوگا دیوانہ پری تیے اپناں آرسی منہہ کو دکھلایا نہ کرو
چھید کرتی ھے پیا چھاتی میں سوھنوں بین بجایا نہ کرو
دعوی خون شہیداں تو ثابت ہوگی ھاتھ پر مہندی لگایا نہ کرو
(ورق ۱۳۰-الف)

(۱۰) ریختہ: اے تاج دام نیکی، جس دام نس پڑا ھے
ویراں کہ زر نہ باشد اس پاس کون جاوے (ورق ۱۳۶-ب)

(۱۱) بعنوان "ریختہ":

سجن اپنے کے آون کی خبر جیو آج پاؤں میں
دو پلکاں سیں بہاروں گھر انجھوں چھڑکاؤ لیاؤں میں
سبھی گھر بھیتر آنگن موں بچھاؤں نینوں کے قالین
سکھی جب ایک چت ہوکر چھپر کھٹ کوں گھراؤں میں
گھراؤں صبر کے پائے لگاؤں آہ کی پٹیاں
سکھی یہ سروے دوکھ کی چول لمکر سبھ جڑاؤں میں
کروں تقوا کی سبھ دندی قناعت کی کروں چھتری
سولاں کے لائے کر سیجا خرادی دل چراؤں میں
سکھی جب چت کروں نقاش رنگوں ساز سبھہ رنگیں
سورت سے لائیے کر [رنگاں] لہریا رنگ رنگاؤں میں
رنگا کر رنگ سبھ رنگیں پٹنا کر نو نواروں میں
سکھی فراش میں کرکر چھپر کھٹ کوں بناؤں میں
کروں عرما (؟) کلابتو لگاؤں چاہ کا ریشم

کروں جو پیار کا پتوا چھبی چھت سوں کدھاؤں میں
تو اپنے نیہ کا پردا سلاؤں ہاتھ پر ہا کے
حیا توشک نہالی کوں روئی چنتا بھراؤں میں
تو اپنی شرم کی چادر دھروں تکیہ دھرم کاری
[تو] او قچا بھرم کا لے کر خوشی ہو خوش بچاؤں میں
بنا کر گھر سبھی اپنا کروں جو آس سرجن کی
جو آج آوے سرے بھاں کو تو واری وار جاؤں میں

(ورق ۲۷۔الف/ب)

(۱۲) ایک دوھا جس میں سات دریاؤں کے نام نظم کیے ہیں ، بعنوان "نام ھفت دریا کہ در بھکر یکجا شدہ"۔

راوی ۱، اٹک ۲، چنھاو ۳ ہے، کھلو گھارا ۴، بیاہ ۵،
جیلم ۶، سندھ ۷ ہے ساتویں کرے علی تربیاہ

(ورق ۲۸۱۔الف)

پہیلیاں :

صاحب بیاض کو پہیلیوں سے خاص شغف ہے۔ بعض پر ان کے ناظموں کی صراحت ہے۔ بقیہ امکاناً صاحب بیاض کی ہوسکتی ہیں۔ وہ یہ ہیں :

(۱) بعنوان "تصنیف بندگان خانصاحب و قبلہ"۔

● ایک نار کرھو سنگار وہ بیچ سبھا کے آوے
لوگ سبھا کے جیوں جیوں دیکھیں تیوں تیوں آپ دوراوے:
بڈھ کی آنکھیں جو کوؤ دیکھے تو وہ آپ جتاوے
سکھی پہیلی ہے کوں سہری کوؤ چتر بتاوے

ولہ ● کٹن کے رسن سوں باندھے ہام چار پرکھ کے سر پر دھام
سدا چاند نیں بھوم نہ آوے پنڈت ہو سو یاہ بتاوے

ولہ ● ایک نرمون نار رہے ناری میں نردوے
دوے نرمیں ناری رہے برلا بوجھے کوے

ولہ ● بے جبھیا بتانکا کون سوسائیں نہیں ہوے
موہ کالا تن نیرملا بیرلا بوجھے کوے

ولہ ● جا کے کر پگ سوس نہ، تا من کہو سنیہہ
چام ماس اور ماس نہ نین مئی سب دیہ

ولہ ● نالو لہت دوی مٹھے آویں پنڈت ہوین تو یاہ بتاویں

ولہ ● جو کہوں تو نبوجھو جو نہ کہوں تو نبوجھو

(ورق ۱۷ ـ الف/ ب)

(۲) بعنوان "امیر خسرو"۔

● آدھا باچا آدھا گیلا تا کے بیچ موں سب جگ گیلا

ولہ ● آدھا ارنا سارا ہاتھی جن پایا تن لایا چھاتی

ولہ ● آدھی بوبو ساری رانی

ولہ ● چار ہونو کی واکو نانو واکے ناں ہیں ایکو پانو
جا کون سن کے سورمان ڈریں گھر کون چھوڑ باہر جا پریں

(ورق ۱۷ ـ ب)

(۳) از نامعلوم بعنوان "لاادری"۔

● اری اری سکھی سہس موکہی تو کنک
کنک کچھ دو موکھ چلے دو موکھ چلے کھرک
کھرک کچھ موتی او گلے موتی او گلے سیپ
سیپ کچھ جگت پیاری جگت پیاری رین
رین کچھ تہر رہے

● ایک ترنک موتی کے انک اونچ نیچ لہت ہوے
ایسی پہیلی سہس موکی بیرلا بوجھے کوے (ایضاً)

(۴) بغیر عنوان۔

- کون سی وہ . . . (محذوف بر بنائے کثافت)۔
- تر کنم و . . . (محذوف بر بنائے کثافت)۔
- بوجھے تو . . . میں . . . کروں (محذوف بر بنائے کثافت)۔
- ہے لوہے کہیں تانبے کی۔

- اوپر چھم نیچے چھم بیچ میں پر اچنبھا یہ
- آد اچھر بن سبھ کوں تارے مدھ اچھر بن سجھ کوں مارجائے
انت اچھر بن سبھ کوں میٹھا سو میں ہم کی اکھیوں ڈیٹھا
- دو ناری ترنی میں تاری تن میں دو بھوری ارباری
اک کوڑی کے بھل اٹکی مہامو رہ ہتھاری(؟)
بھل ہو آن مل نار کہایو کھویو انہوں گیان
یہ ہاپی آن تین گھر و جو آیو آن درمیان (؟)
- ایک دو تین چار بار آری ہشت گردد جو در شمار آری
- سراپیٹن داسی بھکیں دواو کلتے جیو سمن انل جو پرسکیں اوڈمارت ہے جیو
- رات پڑی پڑن لاگی دن کوں دیکھے اٹھ کر بھاگی
میں کہہ اس کا نانو کہو پہیلی یا چھوڑو گانو
- بالا ہو سبھ کہیں بھا وے بڑا ہووے تو کام نہ آوے
میں کہہ دئیا اوس کا نانو ارتھ کہو یا چھوڑو گانو
- اٹھے تو دوکھ بیٹھے مہادوکھ نہ اٹھے نہ بیٹھے تبھیں سکھ
- پہیلی از دولت رائے بعنوان "الراقم"
ایک رات جب آدھی گئی ایسی پہیلی تب میں کہی
بوجھے تو کسموں نہ سماوے بن بوجھے سبھ کے من بھاوے
- پہیلی بعنوان "از کجومل جوو"
سیر سون بھرے پانو نہ دھرے اور کے ہاتھ سیں سبھ کچھ کرے

ماری کھوتی مکھ میں ڈالی جو کھا وے سو پھیر نکالے
یہ پہیلی پرگٹ میں کہی کہو بچار کے معجھ کوں یہی
(ورق ۱۸-الف/ب)

پہیلیوں کے بعض الفاظ (ڈیٹھا ، سبھ کہوں = سبھ کینھ ،
کسھوں = کہنہ سوں) ناظم کے سندھی ہونے پر دال ہیں۔

سندھی کلام :

(پہیلیاں : بعنوان "پہیلی ھای سندھی"۔ پہلی دو کی قرأت
واضح ہے ، باقی تین کی شک کے ساتھ۔

- ھک پانڈرینہ واری پدھری ہو جو کا تھو جون
اساں اون پریں نین میں ھنجھو ھاریوں
- دعاپاراتی وچ میں جوڑی‌آھی‌جا سجن کری سا اچی بیہتو سامھون
- کہی کہی‌ھ‌آپنے‌جراجرا کرلیں باج نہ آیو بیراپا سا پر کہرکپن

اسی ذیل میں یہ دو پہیلیاں بھی درج، ہیں جو سندھی نہیں۔

- سوک ساک سکرا بھی اچھوں نہ اسے بہ تاج
سون سون بہری ہو رھی کہی کل کی لاچ
- لکر چھکر بہری بھٹی بباج نہ آیو کو
کہا کہے کے دیس میں کیسے باسا ھوے
(ورق ۴-ب)

(۲) ابیات سندھی : متن کی قرأت شک کے ساتھ کچھ یوں ہے۔

- جا پاندھی کہی پندھہ کہوں جھلی رھائی
منجھ سا ھامی پریوں تھی پھدا تھیو
- دایم دریاھن میں ھوئی ھمیشہ جا
صحت کارن سا حجامن ھتھ کی

- سائی شال کولہن میں سائی منجھ ھتھیار
جتی سیر وینجناں سوتیہ قرار
سباجھا ستار شال اوتھیں نہ تھئے
- ھک جا کور مینہکار مین لیے ھانک
منجھ ھتھیار تھنہ سیرا یاسو پھرین جا سھی سینگار
کورائی نچھد ے کوتھ جی نوری کھو
چمکیو میں چودھار
سامین کیا قرار سونھ میبارین سو پرین
(ورق ۱۹ ب)

ھندی کلام بخط اردو :

(۱) کچھ ھندی کلام مثنوی کے انداز پر ھے جس کے ابیات آٹھ اجزا پر منقسم ھیں۔ ھر جزو پر نمبر شمار بطور عنوان درج ھے۔ نموناً جزو اول درج کیا جاتا ھے:

آد سناتن ھر انبیاسی سدا نرنتر کہت کہت باسی
بورن برم پران بکھانے چترانن شوانت نجانے
کُن کن اگم نکم گن گاوے تاہ جسوداں گود کھلاوے
(ورق ۲۔ ب تا ورق ۳۔ الف)

(۲) کبت:

جو ھی جناہو ابلا ئے کے تغیری آئے اپنا رادھانول کسوری کے
چاتری چبوترا سیانپ دیوائے سارے رئیس رعیت سمیت اکتھوری کے
آتھے کچھ کانو کو ہیم تقسوم مالکے نیم سوں چتاے رِس
رعیت چت چوری کے
بوس کے پرگنہ موں روپ سکدار آیو نئے تحصیل لا کے کام
کے کروری کے۔

رسائل منقولہ:

(۱) رسالہ "باغستان": یہ ورق ۵۵ - ب سے ۱۱۷ - تک آتا ہے اور گلستان سعدی کے طرز پر ہے۔ ہر باب کو باغ کا نام دیا ہے آغاز تصنیف میں مصنف اپنا نام "محمد علی رفعت بن عتیق اللہ خاں الحسینی" بتاتا ہے۔ رفعت تخلص اس کے اپنے اشعار میں بھی آتا ہے جو رسالے میں ملتے ہیں: ع "رفعت چہ شدی اگر نبودی اجزائے رسالہ یہ ہیں۔ حمد ونعت (ورق ۵۵ - ب)، دیباچہ مصنف (ورق ۵۵ - ب تا ۵۸ - ب)، باغ اول مشتملبر اقوال حکمائے یونان (ورق ۵۸ ب۔ تا ۶۸ ـ ب)، باغ دوم مشتملبر حکایات عشق و محبت (ورق ۶۸۔ الف تا ۷۹ الف)، باغ سوم مشتملبر حکایات کرم و سخاوت و اخلاق و مروت (ورق ۷۹ - الف تا ۸۸۔ ب)، باغ چہارم مشتملبر حکایات قناعت و بردباری و مذمت طمع و سبکساری (ورق ۸۸۔ ب تا ۹۶ ـ ب)، باغ پنجم درقبائح مصاحبت بدا (ورق ـ ۹۶ - ب تا ۱۱۷ ـ الف)، خاتمہ (ورق - ب) باغ چہارم کی ایک حکایت میں سفر دکن اور سوادِ خاندیش کا حوالہ آتا ہے۔ اسی نام اور تخلص کے ایک شاعر کی، جو باغستان کے مصنف کا نام اور تخلص ہے (یعنی محمد علی رفعت)، دو مثنویاں نوادر بنارس (فہرست مخطوطات فارسی) مشمولہ سہ ماہی "اردو ادب" علی گڑھ، شمارہ ۳ بابت ۱۹۶۶ء میں مذکور ہیں۔ کوائف یہ ہیں:

- ص ۹۱: نمبر شمار ۲۶۴، مخطوط ۱۱۸، مثنوی محمد علی رفعت، سنہ تصنیف نامعلوم، سنہ کتابت ۱۸۴۳ع -
- ص ۹۳: نمبر شمار ۵۳۴، مخطوط ۱۶۷ ، مثنوی انجمن خلوت محمد علی رفعت، سنہ تصنیف نامعلوم ، کتابت ۱۹۰۴ع - یہ

امر تحقیق طلب ہے کہ دونوں محمد علی رفعت ایک ہی شخصیت ہیں یا دو مختلف شخصیتیں۔

(۲) مجموعہ مشتملبر ال نامہ ملادوپیازہ (۱۱۸-ب تا ۱۳۰-الف)، ھجونامہ ملا دوپیازہ برائے محمد معید داماد شیخ یوسف (۱۳۰-الف تا ۱۳۵-ب) و اکل نامہ ملا دوپیازہ در جواب اکل نامہ اسحاق اطعمہ (۱۳۲-ب تا ۱۴۰-ب) نوٹ:۔ ال نامے کے سرنامے پر کاتب کے قلم ایک یادداشت درج ہے "حوالہ بنام خان مہربان"۔ یہ وہی خان مہربان ہوں گے جن کی تصنیف کردہ پہیلیوں کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ال نامہ ایک مقبول صنف نثر رہی ہے، حالی نے بھی اس صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ ملا دو پیازہ (وفات ۱۰۳۰ = "بہشت باد جایش") کے ال نامہ میں اپنے یا معاصر خیالات کی عکاسی دل چسپ طور پر موجود ہے) اور اکبر بادشاہ کا ذکر بھی آتا ہے (۱۲۲-ب) خانخاناں کی سخاوت کے قصے مشہور ہیں مگر ال نامے میں آتا ہے کہ "الخانخانان ھمچو کعبہ کہ بعد از سالے دروازہ وا شود" (ورق ۱۲۷-ب) ھجو نامہ ملا دو پیازہ میں بھی مقامی حوالے موجود ہیں، چنانچہ لاھور، کلا نور، سیالکوٹ، بخشی ملک پنجاب، مہتہ بہاری داس کا ذکر آتا ہے۔ ایک "شیخ دکا" کے ذیل میں صراحت ہے کہ دال مکسور ہے، جبکہ سندھ میں دال مفتوح ہے۔ ھجو نامے کے خاتمے پر اسے فریاد نامے کے نام سے بھی موسوم کیا ہے۔ اکل نامہ ملا دو پیازہ میں ایک جگہ معاصر اکبری امیر شیخ فرید کا ذکر ہے (۱۳۷-الف)۔

(۳) نور نامہ (۱۴۱-ب تا ۱۵۱-ب)، دو خط۔ اس نور نامے کی حقانیت کے ثبوت میں مصنف یہ حکایت لکھتا ہے:

نقل است صحیح کہ امام محمد غزالی رحمہ‌اللہ علیہ نہصد
و نود و نہ نسخہ داشت۔ ہمہ‌را مطالعہ کردی و بہ ہیچ
گونہ خاطر جمع نشدی تا آنکہ این نورنامہ را می دیدی
و میخواندی و از خوش خاطری خود میگفتی کہ این نسخہ
معظم نورنامہ را بسلطان محمود غازی بطریق تحفہ و ہدیہ
ببرم و اشارت و بشارت لایق آن مردِ عادل است۔۔۔

واضح رہے کہ سلطان محمود غازی کا سنہ وفات ۴۴۰ھ ہے اور امام محمد غزالی کا سنہ وفات ۵۰۵ھ ہے، یعنی دونوں کے سنین وفات میں ۶۵ برس کا فصل ہے۔

(۴) رسالہ ناز و نیاز (ورق ۱۵۳-ب تا ۱۶۴-الف)۔ یہ رسالہ، عشقیہ رقعہ جات پر مشتمل ہے۔ اور ابوالمنصور مظفر حسین بہادر گورگان کے زمانے کا ہے جسکی مدح رسالے میں حمد اور مناجات قاضی‌الحاجات اور سبب تالیف کے بعد آتی ہے۔ ممدوح نوجوان ہے جس کے لیے وہ کہتا ہے:

نہال تازہ از باغ جوانی
گلے از گلبن چنگیز خانی

مزید معلومات ہمدست نہیں۔

رسالے کے مشمولات کے بارے میں مصنف کی صراحت ہے کہ "این رسالہ مرتب است برشانزدہ باب و خاتمہ" (ورق ۱۵۶-الف)۔ رسالے کے رقعات میں بکثرت عشقیہ اشعار آتے ہیں اور ایک حسب حال غزل بھی آتی ہے لیکن ناظم کی صراحت نہیں ملتی۔ ممدوح کی مدح کے اشعار بالیقین صاحب رسالہ کے اپنے ہیں، مگر ان میں بھی تخلص موجود نہیں۔ آخر میں تاریخ درج ہے جو ۱۵ ربیع‌الثانی سنہ۱۰۹۸ پڑھنے میں آتی ہے۔

(۵) فال نامہ (ورق۱۸۵-ب تا ۱۸۷-ب) بہ ذیل ثور و جوزا و سرطان و سنبل و میزان و عقرب و قوس و جدی و دلو و حوت ، شرح آیات متعلقہ، بطرز ذیل :

ثور: قال اللہ تعالیٰ "اقبل و لاتخف" بشارت باد مر ترا اے پرسندۂ فال ہیچ اندیشہ مکن کہ مراد تو برآید مبارک است" (۱۸۵-ب)۔

(٦) حساب توکل نامے جعفر صادق رضہ و تحریرات دیگر (ورق ۱۸۸-الف تا ۲۰۵-ب) توکل نامے کے ذیل میں ورق ۱۹۰-الف پر یہ "فصل آتی ہے فصل دربیان زراعت" ورق ۱۹۱-ب پر فصل پنجم دربیان نحس ہے۔ ورق ۱۹۳ پر "بیانِ زحمتہا و رحمتہا" ہے۔ ورق ۲۰۲ پر بطور ضمنی یاد داشت حضرت مخدوم نوح (متوفی ۹۹۸ھ در ھالا سندھ) سے منقول ایک تعویذ درج ہے۔ ورق ۲۰۳-الف سے ۲۰۴-ب تک صراحت ہے کہ کن دنوں میں پیدا ہونے والے فرزندوں کے کیا نام رکھنے چاہییں جس سے اس دور کا ایک معاشرتی رجحان سامنے آتا ہے۔ ورق ۲۹۵-الف پر بیان تاریخہائے نحس ہے۔

(۷) فی تفسیر مدارک (ورق ۲۰٦-الف تا ۲۹۸-الف) اس اس عنوان سے تفسیر مدارک سے اقتباس کردہ عبارات آتی ہیں جو خط خفی میں ایک جداگانہ قلم کی ہیں۔ خاتمے پر دو یاد داشتیں آتی ہیں جن میں سے ایک " تاریخ اثنان و تسعین و خمس مأتہ وفات خواجہ نظامی" ہے اور دوسری نزھۃ الارواح کا ایک اقتباس — اسی خط خفی میں کچھ منتخب اشعار بھی ہیں جن کے خاتمے پر سنہ کتابت ۱۱۳۱ھ درج ہے اور تفسیر مدارک کے اقتباسات کا بھی یہی سنہ کتابت احاطہ کرتا ہے۔

(۸) انشائے الوی (ورق ۲۱۲-ب تا ۲۲۵-ب) اس رسالے کا

ترقیمہ مضمون کے آغاز میں نقل کیا جا چکا ہے۔ ترقیمے میں جامع یاکاتب کے نام پر سیاہی پھری ہوئی ہے جسے جدید سائنسی آلات کی مدد سے پڑھا جا سکتا ہے لیکن ان کے بغیر نام پڑھنے میں نہیں آتا۔ یہ رسالہ نواب اللہ یار خاں کی صاحبی کے زمانے میں مرتب ہوا ہے جو عہد عالم گیری میں حاکم بکھر تھا۔ آغاز رسالہ میں اسے "مفاوضات معدودہ و عرایض معلومہ" بھی لکھا گیا ہے (مفاوضات = مکتوبات جو بڑے چھوٹوں کو لکھیں، عرایض = جو چھوٹے بڑوں کو لکھیں)۔ رسالے کے مکتوبات تاریخی معلومات سے پر ہیں اور تاریخ سندھ کے بیانات سے مطابقت رکھتے ہیں یا زائد معلومات مہیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ورق ۲۱۳-الف/ب پر آتا ہے کہ مغل شہزادہ عن قریب دارالسلطنت لاہور پہنچنے والا ہے۔ درگا داس راٹھور پچاس ہزار سوار اور چند ہزار پیادہ لے کر نکلا اور نصرپور آیا۔ نواحی تتہ کے اکثر دیہات اجاڑ دیے۔ اب سنا ہے کہ شاہزادہ اکبر خراسان کی راہ سے کلات (قلات) پہنچا ہے، خبر مصدقہ نہیں ہے لیکن شہرت ہے کہ ادھر کا ارادہ رکھتا ہے۔ راجہ جیسلمیر نے نواب اللہ یار خاں کو لکھا ہے کہ درگا داس راٹھور نے آمادۂ فساد ہوکر ٹھٹے کا رخ کیا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ بختیار خاں افغان، اور "مفسدان ڈوکرہ" کی بغاوتوں کا ذکر بھی آتا ہے جو دبادی گئیں۔ "مفسدان ڈوکرہ" سے مکتوب نگار کی مراد دین محمد ڈوکرہ اور اس کا بھائی یارمحمد ڈوکرہ ہے جنھیں تاریخ سندھ میں کلھوڑہ کہا جاتا ہے۔ لیکن انشائے الوی میں ڈوکرہ آیا ہے۔ مآثر عالم گیری کے مترجم جادو ناتھ سرکار نے ڈوگرہ لکھا ہے۔ انشای الوی میں موجودہ مقام سکھر کو "شکر" لکھا ہے (ورق ۲۱۸ - الف) -۱

۱- "شاهزاده والا . . . خیام جاه و جلال بر لب دریای قریب مسجد جامع کلاں شرف نزول ارزانی فرموده اند. امارت ایالت مرتبت الله یار خاں از حوالی قصبهٔ شکر عبور و مرور نموده خیمهای خود در باغ لالہ نصب نموده . . . ."

نام یہی صورت تاریخ مظہر شاھجہانی میں بھی ملتی ھے۔ غرض کہ انشای الوی کو معاصر تاریخی دستاویز کا درجہ حاصل ھے اور یہ ایک مفید تاریخی ماٗخذ ھے جس سے ابھی تک استفادہ نہیں کیا گیا ھے۔

متفرقات:

اب ذیل میں چند مزید تصریحات بیاض کے متعلق پیش کی جاتی ھیں:

(۱) ورق ۱۹۳ - الف پر "نقل از قطب الاقطاب" کے ذیلی عنوان سے ایک عبارت یہ آتی ھے:

"در بیان ستارہ میگوید کہ این حساب چکر جوگنی
است باید کہ از موجب حساب شش جہت دیدہ بر آن
کار بکنند . . . ۔"

وہ جوگنی چکر جس کا اوپر صرف ذکر آیا ھے، ورق ۲۵- الف پر اس کا ایک نقشہ بھی درج ھے جس کے مرکزی خانے میں "دانستن رجال الغیب جوگنی چکر" درج ھے۔

(۲) صاحب بیاض کو بجیا کلپ سے بھی دل چسپی ھے۔ چنانچہ بارہ مہینوں کے لیے ھدایات بعنوان "بجیا کلپ ست بدنت شے مہادیو جیو" فارسی میں درج ھیں (ورق ۲۳ - ب)۔

(۳) مہر: بیاض کے اوراق ۱۵۳ - الف/ب اور ۱۸۲ - ب پر ایک مہر مستطیل ثبت ھے جو ایک شک کے ساتھ "محمد شادی" پڑھنے میں آتی ھے۔ اس پر کوئی سنہ نہیں۔

(۴) ملا دوپیازہ کے الناسے کے خاتمے پر (ورق ۱۲۹ - الف) یہ عبارت آتی ھے: "بخط ضعیف اشلفی ولد ملادوپیازہ غفراللہ این نامہ ہم یکی از فضلای بلخ بسفارش میر صالح داشکندی نوشتہ اند ...۔"

محمود شیرانی نے ملا دوپیازہ پر اپنے فاضلانہ مقالے میں ملا دوپیازہ کے بیٹے کا یہی نام بتغور، اشلغی لکھا ہے (دیکھیے مقالاتِ شیرانی ص ۹۲، ۹۳)۔

(۵) سید حسام الدین راشدی مرحوم نے اپنے ایک کانفرنس پیپر (پاکستان ہسٹری اینڈ کلچرل کانگریس منعقدہ اسلام آباد ۱۹۷۳ء، جلد اول شائع کردہ قائداعظم یونیورسٹی، ۱۹۷۵ء۔ سندھی ترجمہ از غلام محمد لاکھو ۱۹۸۷ء) میں اطلاع دی تھی کہ ان کے پاس مکتوبات کا ایک خطی نسخہ ہے جسے دولت رائے نے ۱۰ جمادی الاول ۱۱۲۶ھ کو اتمام کو پہنچایا اور یہ کہ اس کے مکتوبات میں سند و ہند سے متعلق معاملات کا ذکر موجود ہے۔ یہ کم و بیش وہی زمانہ ہے جو بیاض دولت رائے کا ہے۔